تاریخ جمع الجمع

قراءات مختلفہ کے پڑھنے پڑھانے کیلئے اصل طریقہ جب افراد ہی کا تھا اور برسوں لوگ قراءات کو افراداً ہی پڑھتے رہے تو پھر طریقۂ جمع کی ضرورت کیا پیش آئی؟ اور یہ طریقہ کب ایجاد ہوا؟ طریقۂ جمع کی افادیت پر حیرت انگیز تاریخی واقعات، جمع کے تین طریقے، نیز فی زمانہ جمع حرفی کیلئے جو دو انداز ہیں جن میں کا ایک تو علامہ جزری علیہ الرحمۃ کا بیان فرمودہ ہے مگر دوسرے انداز کی تاریخ کیا ہے؟ یہ دوسرا طریقہ کہاں سے ثابت اور کب سے ایجاد ہوا؟ وغیرہ مکالمہ میں مذکورہ بالا اہم ترین ودلچسپ اجزاء کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

عمران : السلام علیکم

عمر فارق : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج شریف؟

عمران : اللہ کا فضل وکرم، آپ کی دعائیں۔

عمر فاروق : معلوم ہوا کہ آپ تو قراءۃ میں دکتورہ کر رہے ہیں اس کا کیا ہوا؟

عمران : جی ہاں! صحیح فرمایا آپ نے، جب سے ہم لوگ یہاں مدرسہ سے فارغ ہوئے ہیں اللہ پاک نے کچھ اسباب مہیا فرمائے جو جامعہ از ہر بھیج دیا، قراءۃ کا ذوق پہلے سے تھا، اور وہاں کا کیا کہنا؟ اساتذۂ فن موجود ہیں چاروں طرف تجوید وقراءۃ کا دور دورا ہے، چنانچہ موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے اسی کو اپنا موضوع بنا کر پڑھتا رہا حتی کہ اللہ پاک نے کامیابی عطا فرمائی اور دکتورہ سے اسی سال فارغ ہوا۔

عمر فاروق : اچھا ماشاء اللہ، ماشاء اللہ بہت خوب! اللہ مبارک فرمائے، تو دکتورہ کیلئے آپ نے کسی خاص موضوع پر لکھا ہوگا؟

عمران : جی ہاں! دکتورہ کیلئے کئی عناوین ہوتے ہیں جن میں ایک کا انتخاب کر کے اس پر بحث لکھنا پڑتی ہے چنانچہ میں نے جمع قراءت کا موضوع اختیار کیا، اساتذہ نے بڑی اچھی رہبری

فرمائی اور اس دوران اس موضوع سے متعلق بڑی نادر و نایاب کتابیں دیکھنے کا موقع ملا۔

عمر فاروق : ماشاء اللہ! اچھا کیا بڑے اہم موضوع کا آپ نے انتخاب فرمایا، ورنہ اس موضوع سے متعلق بکھری ہوئی باتوں کو کتب فن سے جمع کرنا بہت مشکل تھا، جب یہ آپ کا موضوع ہی رہا تو بڑی اچھی بحثیں فن سے متعلق جمع ہوئی ہونگی انشاء اللہ۔

عمران : جی الحمد للہ! میں نے جب مقالہ پیش کیا تو کئی اساتذہ ممتحن کی حیثیت سے موجود تھے سب نے بہت پسند کیا اور اس کو کتابی شکل دینے کی ترغیب دلائی اور ممتاز نمبرات سے کامیابی حاصل ہوئی۔

عمر فاروق : آپ تو جانتے ہیں کہ مجھے بھی خود اس فن سے دلچسپی رہی ہے اگر وقت میں گنجائش ہو تو بتلائیے، آپ کے اس مقالہ کے اہم موضوع کیا رہے یا چند سوالات ہی کرلوں جن سے متعلق مجھے بھی تحقیق درکار ہے اور آپ کی اس بحث میں یہ باتیں ضرور آ گئی ہوں گی۔

عمران : ضرور! سوال ہی کیجئے مجھے خوشی ہوگی۔

عمر فاروق : تو پہلا سوال یہ ہے کہ قراءت مختلفہ کو پڑھنے کے کتنے طریقے ہیں؟

الف: مختلف قراءات کو پڑھنے کے دو طریقے ہیں (۱) افراد (۲) جمع، پھر افراد کی چار صورتیں ہیں

(۱) قراءت عشرہ میں سے کسی ایک ہی قرأت کی روایات و وجوہات مختلفہ کے پڑھنے کو افراد کہتے ہیں۔

(۲) قراءت متواترہ میں کی کسی ایک ہی روایت کو اس کی وجوہ مختلفہ کے ساتھ پڑھنا۔

(۳) کسی ایک روایت کے طرق مختلفہ میں سے کسی ایک طریق میں پڑھنے کو بھی افراد کہتے ہیں

(۴) روایت واحدہ کی وجوہ مختلفہ میں سے کسی ایک وجہ کے پڑھنے پر بھی افراد کا اطلاق ہوتا ہے اور جمع کے معنی ایک ہی مجلس میں ختم واحد سے قرأت سبعہ و عشرہ میں کی دو یا دو سے زیادہ روایتوں یا قراءتوں کو علماء قراءت کی بیان کردہ کیفیت جمع کے بموجب جمع کرنا۔

عمر فاروق : ماشاء اللہ جمع کا کچھ نقشہ تو ذہن میں تھا مگر افراد کی یہ چار صورتیں تو جیسے آج ہی

سنی، خیر! مزید عرض یہ ہے کہ قراءات کو جمع کر کے پڑھنے کا یہ رواج کب سے ہوا؟ اور اس کا موجد اول کون ہے؟

عمران : عام کتب قراءت میں تو اس کی تاریخی حیثیت سے بحث نہیں کی گئی ہے، کیونکہ عام مصنفین قراءت کا مرکز توجہ مندرجہ ذیل مسائل رہے۔

قراءت مختلفہ کے اصول وضوابط، فروشی اختلافات اور اس سے متعلق تمام ترقیل وقال نیز ان کی روایتی حیثیات اور بیان طرق کی طویل ترین گفتگو پھر ان قراءات کے پڑھنے میں خلط فی القراءات والروایات اور خصوصا خلط فی الطرق کی وضاحت ونشاندہی، متواتر وغیر متواتر قراءات میں تمیز، نیز موضوع قراءات کی تعیین اور توجیہات قراءت وغیرہ وغیرہ جیسے اہم امور ہی ان مصنفین قراءت کی تمام تر توجہ ومحنت کا مرکز رہے ہیں۔

لہذا تمام کتب قراءات جمع کی تاریخی حیثیت سے ساکت ہیں جیسا کہ علامہ جزریؒ فرماتے ہیں کہ ائمۂ قراءت میں سے کسی نے بھی اپنی تالیفات میں افراد وجمع کے اس باب کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔

ہاں! ابوالقاسم صفراوی نے اپنی کتاب ''اعلان'' میں محض اشارۃً اس کا تذکرہ کیا ہے مگر وہ بھی کوئی خاص مفید مضمون نہیں لائے (النشر ج ۲/)

البتہ نظام قدرت کے تحت خالق کائنات نے قراءت کی حفاظت کے اس پہلو کو دیگر بعض حضرات سے متعلق فرمادیا اور انہوں نے اپنی تحریری کاوشوں میں اسی کو سرفہرست رکھا جس کی وجہ سے ان کی تصانیف میں جمع کے تاریخی پہلو سے بحث کی گئی ہے چنانچہ دکتور فتحی العبیدی نے اپنی دکتورہ کی بحث ''الجمع بالقراء ات المتواترۃ'' میں جمع سے متعلق شیخ ابوالحسن علی ابن عمر الکتانی القیجاطی اندلسی کے قصیدے سے دو شعر نقل فرمائیں ہیں۔

علی الجمع بالحرف اعتماد شیوخنا فلم ار فیهم من رأی عنده فعدلا

Scanned by CamScanner

لان أبا عمر قد ترقاه سلما فصار له ترقي إلى مرتب العلا

علامہ جزریؒ نے بھی النشر میں شیخ قیجاطی کی اس گفتگو کو نقل فرمایا ہے شیخ قیجاطی ان دو شعروں کے بعد فرماتے ہیں: میرے مشائخ اوران کے معاصرین کا جمع حرفی پر اتفاق واجماع ہے اور میرے مشائخ فرماتے تھے کہ جمع حرفی ''إنه كان مذهب أبي عمرو الداني'' معلوم ہوتا ہے کہ جمع حرفی علی الأقل اوائل صدی خامس سے ہے۔

بلکہ علامہ جزری فرماتے ہیں کہ پانچویں صدی کا وسط جو دانی، ابن شیطا، اهوازی، ھزلی اوران کے بعد کے ماہرین کا دور تھا اس وقت سے ایک ختم میں متعدد قراءتوں کو جمع کر لینے کا طریقہ ظہور پذیر ہوا جو ہمارے زمانے تک چل رہا ہے، لیکن دکتور فتحی العبیدی کی تحقیق کے بموجب علامہ ابن مہران المتوفی ۳۸۱ھ نے مجلس واحد میں جمع کے ساتھ پڑھایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ دانی سے قبل چوتھی صدی کے اواخر ہی سے طریقۂ جمع رائج ہو گیا تھا۔

عمر فاروق : تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ طریق جمع تقریباً چوتھی صدی کے اواخر سے شروع ہوا اور علامہ دانیؒ سے قبل ابن مہران نے اس طریق سے پڑھایا ہے۔

عمران : جی ہاں!

عمر فاروق : مگر اس پر سوال یہ ہے کہ جب مشائخ کا اس پر اتفاق ہے کہ اصل طریقہ افراد ہی ہے اور اسی سے فن میں بصیرت پیدا ہوتی ہے اور ابتداء ہی سے طریقۂ افراد ہی رائج رہا تو پھر طریق جمع کے ایجاد کی کیا ضرورت پیش آئی؟ اور اس کے کیا فوائد ہیں؟

عمران: بہت عمدہ سوال کیا آپ نے، آپ کے علاوہ اور بھی لوگوں نے یہ سوال کیا اور یہی وجہ ہے کہ کتب فن میں اس کو مستقل عنوان بنا کر اس پر گفتگو کی گئی ہے۔

چنانچہ دکتور فتحی عبیدی اسباب جمع کے تحت فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قراءات مختلفہ کے حصول کیلئے سلف صالحین کا طریقہ افراد یعنی ہر روایت کیلئے مستقل ختم کا تھا کہ ایک

طالب علم قراءت اپنے شیخ سے اولاً ایک ہی روایت کے اصول وضوابط اور اس کے دقائق کو سیکھتا پھر حسب استعداد بقدر فرصت مقدار سناتے سناتے اس ایک روایت کو ختم کرتا پھر اس کے بعد دوسری روایت کو اسی طرح ختم کرتا، یوں جتنی روایتوں کو پڑھنا چاہتا اسی انداز میں پڑھتا۔

گو مہارت وکمال پیدا کرنے کیلئے یہ افراد کا طریقہ ہی ہے لیکن ظاہر بات ہے حصول علم قراءت کا یہ طرز انتہائی اصعب تھا اسکے لئے کتنی لمبی مدت درکار ہوتی اور شاگرد کی زندگی کا اس قدر طویل حصہ صرف اس ایک ہی علم کے حصول میں صرف ہو جاتا۔

گو متقدمین کا ذوقِ علم شوقِ تعلیم، عزم واستقلال ودینی جذبہ اپنی نظیر آپ تھا لہذا مذکورہ تمام تر صعوبتیں ومشقتیں ان کے جذبۂ دینی کے سامنے گرد تھیں کہ ایک ایک شخص متعدد مشائخ کی خدمت میں حاضر ہوکر دس دس، بیس بیس، پچیس پچیس قرائتوں کو افراداً باسانی پڑھ لیتا تھا، متقدمین کی اولوالعزمی اور بلند ہمتی کا ایک نمونہ علامہ جزریؒ کے بیان سے پیش کرتا ہوں۔

آپ فرماتے ہیں کہ استاذ ابوالحسن علی بن عبدالغنی حصری قیروانی نے اپنے شیخ ابوبکر قصری سے سبعہ قراءت نوے (۹۰) ختموں میں یکے بعد دیگرے ہر روایت کو مستقل ختم سے پڑھ کر دس سال کے عرصہ میں پوری کیں (النشر ج ۲)

پھر زمانۂ نبوی ﷺ سے جیسے جیسے بعد ہوتا گیا تو ہمتوں میں پستی آنے لگی اور اب اس تھکا دینے والے طرز سے علم قراءت کا حصول لوگوں کو مشکل سے مشکل تر معلوم ہونے لگا، اور لوگوں کی ہمتیں جواب دینے لگیں اور علمِ قراءت کے متعلمین کی تعداد میں روز بروز کمی آنے لگی تو ائمۂ فن کو اس کا فکر لاحق ہوگیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ علم قراءت جو کہ فرض کفایہ ہے اس کے حاصل کرنے والوں کی تعداد اس قدر کم ہو جائے کہ وہ سب کی طرف سے کفایت بھی نہ کر سکے۔

چنانچہ ائمۂ فن نے امت کی اس ضرورت کے پیش نظر ایک تو اس پر اتفاق فرمایا کہ متعلمین کیلئے درس وطرز تدریس کو آسان بنایا جائے نیز قلیل مدت میں یہ امانت ان کے حوالہ

کردی جائے جس کیلئے طریقہ جمع ایجاد کیا گیا کہ اب شاگرد بجائے بیس پچیس مرتبہ ختم کرنے کے ایک ہی ختم میں ساری قرائتیں جمع کریگا۔

چنانچہ ابوالعز القلانسی نے امام ابوالقاسم ھذلی کے سامنے ان ہی کی کتاب الکامل کے طریق سے قراءات عشرہ اور دیگر چالیس قراءات کو ایک ہی ختم میں پڑھا، گویا ابوالعز القلانسی نے پچاس قراءتوں کو ایک ہی ختم میں جمع فرمایا اور تاریخی حیثیت سے جمع کا یہ سب سے بڑا عدد ہے اتنی بڑی تعدا میں قراءات کو ختم واحد میں جمع کرنا کسی سے ثابت نہیں ہے، یہ طریق جمع ہی کی برکت تھی۔

ایک اور واقعہ محقق فن علامہ جزریؒ نے النشر میں نقل فرمایا ہے کہ شیخ مکین الدین اسمر ایک روز اسکندریہ کی جامع جرشی میں داخل ہوئے تو ایک شخص سے ملاقات ہوئی جن سے دعا وسلام کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ ابن وثیق ہیں، ابن وثیق نے پوچھا کہ آپ مکین الدین اسمر ہیں؟ اسمر بولے جی ہاں! تو ابن وثیق کہنے لگے کہ میں اپنے وطن مغرب سے صرف آپ کی وجہ سے آیا ہوں تاکہ آپ کو قراءات پڑھاؤں، کہا گیا ہے کہ پھر اس رات ابن وثیق پر مکین اسمر نے جمعاً قراءات سبعہ کا ایک ختم اول سے شروع کیا اور صبح صادق کے وقت میں کیا دیکھتے ہیں کہ وہ پڑھ رہے ہیں، من الجنة والناس، پس اسمر نے ابن وثیق سے جمع کے طور پر قراءات سبعہ کا پورا ختم ایک ہی شب میں کیا ہے۔

محسن : السلام علیکم.........

عمر فاروق وعمران وعلیکم السلام........

عمران : ماشاء اللہ بڑے اچھے موقع سے آپ تشریف لائے، یہ ہمارے دوست عمر فاروق صاحب جمع قراءت سے متعلق کچھ دریافت فرما رہے ہیں اور میں اپنی بساط کے مطابق جواب دے رہا ہوں، آپ بھی ماشاء اللہ قراءت سے متعلق وسیع مطالعہ رکھتے ہیں آپ بھی اگر ہمیں کچھ

Scanned by CamScanner

استفادہ کا موقع دیں تو زہے قسمت۔

محسن : یہ آپ کا حسن ظن ہے، محبت کی بات ہے باقی اگر میں بھی اس مبارک مجلس میں شریک ہو کر کچھ عرض کر سکا تو اپنی سعادت سمجھوں گا۔

عمران : عمر فاروق صاحب ! تو آپ کیا فرما رہے تھے اب آپ کے جوابات ہمارے قاری محسن صاحب دیں گے۔

عمر فاروق : جزاکم اللہ بہت معلومات افزا کلام فرمایا آپ نے، اچھا! اب زیادہ وقت نہیں لوں گا، اگر اجازت ہو تو اسی سوال کا ایک جزء رہ گیا وہ عرض کر دوں؟

محسن : ضرور!

عمر فاروق : وہ یہ کہ یہ تو جمع حرفی کی بات ہوئی، باقی جمع کے اور طریقے کب ایجاد ہوئے؟ اور ان کے موجد کون ہیں؟

محسن : بات دراصل یہ ہے کہ ہر چیز میں مرور زمانہ سے نکھار و حسن آتا ہے، چنانچہ حضرات قراء کرام نے صرف جمع حرفی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ جمع کے گیسو کو سنوارتے ہوئے جمع کے سہل اور واضح طریقے ایجاد کیے جیسا کہ شیخ ابوالحسن قیجاطیؒ ''التکملۃ المفیدۃ'' میں فرماتے ہیں ''ان شیوخی ومن ھم فی زمانھم کانوا یجمعون بالحرف لا بالآیۃ'' جس سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ اس دور میں جمع حرفی کے علاوہ جمع کا ایک اور طریقہ جمع بالآیۃ بھی مشہور و معروف تھا گو ان کا مختار طریقہ جمع حرفی تھا۔

اور شیخ قیجاطی کی وفات ۷۳۰ھ ہجری میں ہے، اس سے معلوم ہوا کہ جمع بالآیۃ کا طریقہ ساتویں صدی میں یا ساتویں صدی سے کچھ پہلے رائج ہو چکا تھا، پھر ابن جزری کے زمانہ سے قبل یعنی آٹھویں صدی کے اواخر اور نویں صدی کے اوائل میں جمع کا ایک اور طریقہ رائج ہوا جس کو جمع وقفی کہا جاتا ہے، پھر علامہ جزریؒ نے جمع حرفی اور وقفی کو ملا کر ایک اور طریقہ ایجاد فرمایا جس کو

ہم اور آپ جمع عطفی کہتے ہیں، غرض یہ کہ ادوار مختلفہ میں فن کی تسہیل کی غرض سے جہاں نفس جمع کا طریقہ ایجاد ہوا وہیں پھر جمع کے مختلف طریقے بھی ایجاد ہوئے۔

عمر فاروق : آپ کی باتوں سے بڑا اطمینان ہوا، نیز آپ کے باطمینان جواب دینے سے مزید سوالات کی جسارت کر رہا ہوں چنانچہ ایک خلش بہت دنوں سے یہ رہی کہ جمع حرفی سے پڑھنے کے اپنے اطراف وجوانب میں دو طریقے رائج ہیں، بہت سے حضرات کلمۂ اول کو جس قاری کی قراءت پر ختم کرتے ہیں دوسرا کلمۂ مختلف فیہ اسی قاری کے اختلاف سے شروع کرتے ہیں تو بہت سے حضرات ہر کلمۂ مختلف فیہ کی ابتداء قالون ہی سے کرتے ہیں، ان میں صحیح کیا ہے؟

محسن : جی ہاں! درس وتدریس کے دوران بھی اس مسئلہ کی تلاش ہوئی تو اس کا جواب علامہ علی النوری الشفاقصی کی کتاب ''الأجوبة المدققة'' میں مل گیا چنانچہ علامہ جزریؒ کا طریقۂ جمع حرفی یہ ہے کہ ایک کلمۂ مختلف فیہ میں اخیر میں جس قاری کا اختلاف ادا کیا گیا ہو دوسرے کلمۂ مختلف فیہ کو اسی قاری کے اختلاف سے شروع کیا جاتا ہے۔

پھر دو، ڈھائی صدی بعد ارباب فن نے ایک اور طریقہ اس سے بھی سہل ایجاد فرمایا جس کے متعلق شیخ علی النوری الشفاقصی فرماتے ہیں کہ بارہویں صدی میں علامہ جزری کے طریقۂ جمع حرفی میں ہلکی سے ترمیم کے ساتھ ایک اور طریقہ ایجاد ہوا جس میں اب ہر کلمۂ مختلف فیہ قالون ہی کیلئے شروع ہوگا، نہ کہ کلمہ ماقبل کے اخیری قاری کیلئے، اور اس میں تالی کے لئے یہ سہولت ہوگئی کہ اسے اب یہ یاد رکھنے کی ضرورت نہیں کہ کلمۂ ماقبل میں کس کیلئے اخیر میں پڑھا گیا پھر جب اس جمع کا نام ہی جمع حرفی وجمع کلمی ہے تو اختلاف کے باب میں بھی ہر کلمہ مستقل ہونا چاہئے، شیخ علی النوری فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے تمام مشائخ تونس، قیروان اور جزائر سے اسی طرح پڑھا ہے اور میں اکثر اسی طرح پڑھتا پڑھاتا ہوں، اس پر ڈاکٹر فتحی عبیدی نے بطور تعلیق یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے اہل تونس کو فی زمانا بھی اسی طرح ہر کلمہ مختلف فیہ کو قالون ہی کیلئے شروع

کرتے پایا ہے اور میں نے بھی اپنے شیوخ سے اسی طرح پڑھا ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ طریقہ بھی مشائخ فن ہی کا ایجاد کردہ ہے لہذا جس کیلئے جو سہل و آسان ہوا اسے اختیار کرے اس میں کوئی تنگی نہیں ہے بلکہ علامہ شقانصی تو آگے یہاں تک لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص جمع کی صور ثلاثہ کے علاوہ اور کوئی صورت شروط جمع کی رعایت کے ساتھ صورت رابعہ کے طور پر ایجاد کرے تو اس میں کوئی ممانعت نہیں

اور طریقۂ جمع کی سہولت ہی کا نتیجہ تھا کہ اب قراءات سبعہ متعددہ کے حصول میں اس قدر وقت نہیں لگتا بلکہ بہت مختصر وقت میں حصول قراءات کے طویل منازل طے ہو جاتے ہیں۔

عمر فاروق : ذرا ایک سوال اور کرتا چلوں وہ یہ کہ نفس جمع کی ایک جماعت مخالفت کر رہی ہے اور جمع کو ممنوع قرار دے رہی ہے حتی کہ جمع کے ممنوع ہونے پر ان کی طرف سے کتابیں بھی لکھی گئیں جو آج کل مارکیٹ میں دستیاب ہیں جن میں وجوہ ممانعت کی صراحت فرمائی ہے اور اس کو بدعت قرار دے رہے ہیں اس طور پر کہ صحابۂ کرامؓ تابعین عظام اور سلف صالحین نے تو قراءت کو افراداً ہی پڑھا پڑھایا نہ کہ جمع میں، تو جمع میں پڑھنا پڑھانا تو بدعت اور ضلالت ہے پھر بدعت کا اقل درجہ مکروہ ہے لہذا جمع میں پڑھنا بدعت اور مکروہ ہے۔

محسن : دیکھئے جناب! اگر اس مسئلہ پر ذرا غور کیا جائے اور اس کی گہرائی میں جا کر گفتگو کی جائے تو یہ سمجھنا آسان ہوگا کہ صرف تابعین اور سلف صالحین نے نہیں بلکہ خود سرکار دو عالم ﷺ نے ہر سال رمضان المبارک میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سے مل کر جو دور فرمایا ہے وہ بھی تو منزل من اللہ ساری وجوہ و قراءت کو جمع کر کے دور فرمایا ہے کیونکہ دور تو ایک ہی ہوتا تھا مگر جتنے حصہ اور جتنی وجوہ میں نزول ہوا ہوتا سب ہی کی حفاظت مقصود ہوتی تھی لہذا سبھی کو ایک دور میں جمع کر لیا جاتا تھا اور اس جمع کی کیفیت کیا ہوتی تھی تو اس کا بہتر علم اللہ تعالی ہی کو ہے۔

پھر تابعین عظام و سلف صالحین کے طریقۂ حصول قراءت میں غور فرمائیے کہ وہ افرادا

پڑھتے یعنی ہر روایت کیلئے مستقل ختم فرماتے تھے جیسا کہ ماقبل میں گذرا ہے مگر جب ایک سے زائد اجزاء مختلفہ کو باہم ملانے اور جوڑنے ہی کا نام جمع ہے تو صرف ایک روایت میں پڑھنے والا بھی اس روایت کی وجوہ مختلفہ کو جمع کرتا ہی ہے مثلاً روایت ورش ایک ہی روایت ہے مگر امن جیسے مد بدل میں آپ سے قصر، توسط، طول یہ تین وجہیں منقول ہیں اور افراداً پڑھنے والا بھی تینوں کو جمع کرتا ہی ہے تو یہ بھی تو جمع کا ایک درجہ ہے، لہذا اس جمع سے تو مفر ہی نہیں اور قیاس اس بات کا مقتضی ہے کہ جب وجوہ مختلفہ کو جمع کر کے پڑھنا اگر جائز ہے تو روایات وقراءات مختلفہ کو جمع کرنا کیونکر ناجائز ہوگا، پھر یہ شرعاً ناجائز ہوتا تو چوتھی صدی کے اواخر سے لیکر تا حال اکابر فن ومشائخ قراءت کی ایک طویل ترین فہرست ہے جنہوں نے قراءت کو جمعاً پڑھا اور پڑھایا بھی ہے، تو یہ کیسے ہوا؟ اور مجھ آپ جیسے ان کے متبعین کی تعداد تو اس قدر ہے کہ فہرست ناممکن ہے لہذا طریقۂ جمع کو بدعت کہنا صحیح نہیں ہے، اور اگر بدعت ہے بھی تو بدعت حسنہ مندوبہ ہے، اور یہ جو آپ کتابوں کی بات کر رہے ہیں تو یہ صحیح ہے لیکن اس کی تردید میں بھی تو کتابیں لکھی گئیں ہیں جن میں نہ صرف جمع کی تائید وتصدیق ہے بلکہ مانعین جمع کی طرف سے پیش کردہ وجوہ ممانعت کے مدلل جوابات بھی دیئے گئے ہیں۔

عمر فاروق : اچھا یہاں تک تو بات کچھ سمجھ میں آرہی ہے مگر اس سے زیادہ مضبوط اشکال یہ کیا جاسکتا ہے کہ قراءات کو جمع کرنا فساد معنی کا باعث ہے مثلاً ایک قاری صاحب جب لآ إله میں مد کی وجوہ مختلفہ کو جمع کرتے ہوئے پڑھتے ہیں لآ إله (قصر) لآ إله (توسط) لآ إله طول تو جب تک تینوں وجوہ کو مکمل نہیں کرتا کم از کم اتنے وقت تک تو نفس الوہیت ہی کی نفی ہوتی ہے (پھر جب وہ آگے بڑھتا ہے تو إلا هو یا إلا الله سے معنی بن جاتا ہے) اور یہی صورت وما أرسلناك إلا كافة میں وما أرسلناك میں مد کی وجوہ ثلاثہ کو جمع کرنے کے وقت بھی پیدا ہوتی ہے اور معنوی ذوق اسکی اجازت نہیں دیتا، معاف فرمائیے! آپ کو کافی تھکایا اب زحمت

Scanned by CamScanner

نہیں دوں گا۔ یہ آخری سوال ہے۔

محسن : نہیں بھائی اس میں تھکنے کی کیا بات ہے ایسے اچھے سوال کرنے والے کہاں ملتے ہیں؟ ٹھیک فرمایا السوال نصف العلم تو سنئے! جمعاً پڑھنے میں جس فساد معنی کو ذکر کیا گیا وہ در اصل شروط جمع کی عدم رعایت کا نتیجہ ہے ورنہ مشائخ عظام نے بڑے احتیاط سے کام لیتے ہوئے جمع کیلئے شروط وضع فرمائی ہیں جو دراصل ایسی ہی قباحتوں وفساد کے انسداد کی غرض سے ہیں جیسا کہ امام ابوالحسن قیجاطی نے اپنی کتاب ''التکملة المفیدة'' میں جمع قراءت کیلئے تقدیس قدوس مثلاً لا إله إلا الله تعظیم مرسل مثلاً وما ارسلنك إلا كافة جیسی شروط سبعہ بیان فرمائیں، تو علامہ جزریؒ نے شروط تو چار ہی بیان فرمائی مگر حسن ادا جیسی اہم شرط کا اضافہ فرمایا۔

اس پر مجھے علامہ جزریؒ کا بیان فرمودہ لطیفہ یاد آ گیا وہ فرماتے ہیں کہ مجھے شیخ المشائخ استاذ بدرالدین سے متعلق یہ بات پہنچی ہے کہ ایک شخص ان پر قراءات کو جمع کر کے پڑھ رہا تھا، اس نے دوران تلاوت پڑھا تبت يدآ أبی ، تبت يدآ أبی ، تبت يدآ أبی ،اس طرح مد کی وجوہ ثلاثہ کو پورا کیا تو شیخ موصوف نے ان سے فرمایا يَسْتَاهِلُ الذى ابرز مثلك اس استاذ کو تو بڑا قابل ہے یہ کہہ کر ان کی تنبیہ فرمائی۔

غرض یہ کہ اگر معنوی فساد کی وجہ سے ہی جمع کو منع کیا جاتا ہو تو اس کے انسداد کیلئے مشائخ نے شروط وضع فرمائی ہیں پھر بھی اگر غلطی کرتا ہے تو یہ اس کا فعل ہے نفس جمع کو غلط نہیں کہا جا سکتا۔

عمر فاروق : معاف فرمایئے! آپ دونوں حضرات کا کافی وقت لے لیا اور آپ حضرات بہت خوش دلی کے ساتھ میرے کیئے گئے الٹے سیدھے سوالات کے جوابات دیتے رہے مجھے کافی اطمینان ہوا، معلومات میں اضافہ ہوا، کئی ایسی کتابوں کے نام سنے جو آج تک نہیں سنے تھے، جزاکم اللہ خیراً آئندہ بھی ہم لوگ ملتے رہیں گے اور اس موضوع پر افادہ واستفادہ کا سلسلہ جاری رکھیں گے، ان شاء اللہ۔

Scanned by CamScanner